بندہ بلال احمد کی طرف سے استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب
دامت برکاتہم مدظلہم العالیہ کے نام

۱۸/ رمضان ۱۴۳۳ھ
یوم الثلثاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی النبی محمد (1)

حضرت اقدس استاذ محترم مفتی محمود اشرف صاحب دامت برکاتکم العالیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ بندہ بلال احمد بخیریت اور طالب خیریت ہے۔
امید ہے کہ آنجناب بھی بخیریت ہوں گے۔
الحمد للہ بندہ تراویح میں قرآن پاک سنا رہا ہے۔
اور پچیسویں شب کو تکمیل قرآن ہے

آئندہ سال تخصص فی الحدیث سال دوم کے لیے
بندہ جامعہ "مظاہر العلوم سہارنپور" جانے کی کوشش کر رہا ہے،
لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان
اور ہندوستان کی ویزا پالیسی میں "تعلیمی ویزا" نہیں ہے۔
آپ سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

استاذ جی! ایک بات یہ معلوم کرنی تھی کہ کیا محلے کی
مسجد میں مختلف جگہوں پر ایک سے زائد حفاظ تراویح
میں قرآن پاک سنا سکتے ہیں یا نہیں؟

ہمارے ہاں بعض حضرات اسے نظم عمر رضی اللہ عنہ کی خلاف
ورزی کہتے ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے حلقہ کی مساجد
میں اسے منع کر دیا ہے، نیز کسی حافظ کا گھر میں تراویح
پڑھانے کے بارے میں اُن کی رائے یہ ہے کہ صرف حافظ
اور سامع گھر میں تراویح پڑھیں، باقی مرد محلے کی مسجد
میں شریک ہوں!

ان دونوں باتوں کے بارے میں اپنے اساتذہ
اُدام اللہ ظلالہم کا موقف معلوم کرنا تھا امید ہے کہ

00045

دونوں باتوں کا جواب مرحمت فرمائیں گے:

(۱) کسی مسجد میں مختلف جگہوں پر ایک سے زائد حفاظ
کا تراویح میں قرآن پاک سنانا صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی حافظ گھر میں تراویح پڑھائے تو سامع
کے علاوہ دیگر مرد حضرات شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

والد صاحب اور دادا جان سلام
اور بہت دعاؤں کی درخواست کر رہے تھے۔

آخر میں دعاؤں کی درخواست
کے ساتھ یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔

دار الافتاء

والسلام
آپ کا شاگرد
بلال احمد بن حافظ خلیل احمد صاحب

پتہ: احسان منزل ۲۶، زم زم سٹریٹ ۱۱
شارع امیر معاویہ، ڈاکخانہ ریواز گارڈن، راجگڑھ
(بطرف) چوبرجی لاہور۔ ۰۳۲۴-۲۲۳۱۲۵۹

10046

Scanned by CamScanner

الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) جواب سے پہلے بطورِ تمہید عرض ہے کہ بہتر اور افضل یہی ہے کہ ہر مسجد میں تراویح کی ایک ہی جماعت ہو؛ کیونکہ ایک سے زائد جماعتوں میں تقلیل جماعت کے ساتھ ساتھ آپس میں انتشار کا بھی اندیشہ ہے، تاہم تحفیظ قرآن کے خاطر فرض نماز ایک ہی جگہ پڑھنے کے بعد ایک ہی مسجد کی دو منزلوں میں، یا نیچے اور صحن میں یا الگ الگ تراویح کی جماعت کروانا مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ فی نفسہ جائز ہے۔

۱۔ اس سے مقصود مسجد کی اصل جماعت سے تخلف، سستی یا کاہلی نہ ہو

۲۔ دوسری جماعت کسی نفسانیت اور مخالفت کی بنا پر نہ ہو اور اس میں ریا اور فتنہ کا کوئی عمل دخل ہر گز نہ ہو۔

۳۔ دونوں حفاظ کی آوازوں کا آپس میں ٹکراؤ نہ ہو کہ قرات وغیرہ میں خلل پڑے۔

۴۔ دوسری جماعت مسجد کی اصل جماعت میں تقلیل کا باعث نہ ہو۔

تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ جہاں یہ شرائط پائی جائیں وہاں ایک محلّہ کی مختلف جگہوں میں تراویح کی متعدد جماعت قائم کرنے کی گنجائش ہے۔ اور اس صورت میں یہ جماعتیں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظم کے خلاف نہیں۔ (ماخذہ تبویب ۱۳۶۱/۶۳)

فی مراقي الفلاح ص: ۱۸۳

وقال الصدر الشهيد الجماعة سنة كفاية فيها حتى لو أقامها البعض في المسجد بجماعة وباقي أهل المحلة منفردا في بيته لا يكون تاركا للسنة لأنه يروي عن أفراد الصحابة للتخلف. وقال في المبسوط لوصلى إنسان في بيته لايأثم فقد فعله ابن عمر وعروة وسالم والقاسم وإبراهيم ونافع فدل فعل هؤلاء أن الجماعة في المسجد سنة على سبيل الكفاية إذلا يظن بابن عمر ومن تبعه ترك السنة اه . وإن صلاها بجماعة في بيته فالصحيح أنه نال إحدى الفضيلتين فإن الأداء في المسجد له فضيلة ليس للأداء في البيت ذلك وكذا الحكم في الفرائض

وفی البحر الرائق ۲/ ۷۳

الثَّالِثُ ما صَحَّحَهُ في الْمُحِيطِ وَالْخَانِيَّةِ وَاخْتَارَهُ في الْهِدَايَةِ وهو قَوْلُ أَكْثَرِ الْمَشَايِخِ على ما في الذَّخِيرَةِ وَقَوْلُ الْجُمْهُورِ على ما في الْكَافِي أن إقَامَتَهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ على الْكِفَايَةِ حتى لو تَرَكَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ كلهم الْجَمَاعَةَ فَقَدْ أساؤوا وَأَثِمُوا وَإِنْ أُقِيمَتْ التَّرَاوِيحُ بِالْجَمَاعَةِ في الْمَسْجِدِ وَتَخَلَّفَ عنها أَفْرَادُ الناس وَصَلَّى في بَيْتِهِ لم يَكُنْ مُسِيئًا لِأَنَّ أَفْرَادَ الصَّحَابَةِ يُرْوَى عَنْهُمْ التَّخَلُّفُ كَابْنِ عُمَرَ على ما رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْجَوَابُ عن دَلِيلِ الطَّحَاوِيِّ أَنَّ قِيَامَ رَمَضَانَ مُسْتَثْنًى من الحديث لِفِعْلِهِ إيَّاهُ في الْمَسْجِدِ ثُمَّ فِعْلِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ إذْ لَا يُخْتَارُ الْمَفْضُولُ وَيُجْمِعُونَ عليه وَأَمَّا من تَخَلَّفَ من الصَّحَابَةِ فَإِمَّا لِعُذْرٍ أو لِأَنَّهُ أَفْضَلُ في اجْتِهَادِهِ وهو مُعَارَضٌ بِمَا هو أَوْلَى منه وهو اتِّفَاقُ الْجَمِّ الْغَفِيرِ على خِلَافِهِ فَالْحَاصِلُ أَنَّ الْقَوْلَ الْأَوَّلَ وَالثَّالِثَ اتَّفَقَا على أَفْضَلِيَّتِهَا وَإِنَّمَا الْكَلَامُ في الْإِسَاءَةِ بِالتَّرْكِ من الْبَعْضِ وَأَطْلَقَ الْمُصَنِّفُ في الْجَمَاعَةِ و لم يُقَيِّدْهَا بِالْمَسْجِدِ لِمَا في الْكَافِي وَالصَّحِيحُ أَنَّ لِلْجَمَاعَةِ في بَيْتِهِ فَضِيلَةً وَلِلْجَمَاعَةِ في الْمَسْجِدِ فَضِيلَةً أُخْرَى فَهُوَ حَازَ إحْدَى الْفَضِيلَتَيْنِ وَتَرَكَ الْفَضِيلَةَ الْأُخْرَى انتهى

(۲) مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ دوسری جماعت میں ایک سے زائد مقتدی کی شرکت کی گنجائش ہے۔ لیکن عشاء کی فرض نماز مسجد میں ایک ہی امام کی اقتداء میں ادا کرنا ضروری ہے، ہاں فرض نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد اگر گھر میں تراویح ادا کریگا تو سنتِ تراویح ادا ہو جائیگی البتہ مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

فی حاشية رد المحتار - (ج ۲ / ص ۵۲) قال الخير الرملي: وهذا الذي عليه عامة الناس اليوم اه. وقواه المحشي أيضا بأنه مقتضى ما مرأن كل ما شرع بجماعة فالمسجد أفضل فيه.---------------------------------------واللہ أعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

۱۱/۱۰/۱۴۳۳ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۷/۱۴۷۰

مورخہ ۱۳/۱۰/۳۳

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

۱۴۳۳/۱۰/۱۳ھ

مفتی

Scanned by CamScanner